



علی اختر.....افسانہ نگاری کے اُفتخ کارو شن ستارہ

ڈاکٹر اظہار احمد گلزار

فیصل آباد کے ادبی اُفتخ کے روشن اور نمایاں ستاروں میں علی اختر کا نام بہت اہم ہے، جنہوں نے فیصل آباد کے ادبی ایوانوں میں اپنی متنوع ادبی جہات کی شمع جلا کر ان کی روشنی میں اضافہ کیا ہے۔ علی اختر کے افسانوں پر گرد و پیش کی زندگی کے بعد اہم تقاضوں کا اثر ہے، دوسرے لفظوں میں علی اختر کی افسانہ نگاری میں ایک اچھے افسانہ گوئی ساری خصوصیات موجود ہیں۔ انہوں نے تاریخ، معاشرت، مشاہدے اور محفل و شعوری دکھائی ہوئی روشنی میں نئے نئے جہاں آباد کیے ہیں۔ علی اختر نے اپنے ماضی کے واقعات سے نوجوان نسل کو آشنا کر کے حال سے وابستہ کیا ہے وہ واقعہ بھی ہے اور ’مصلح‘ بھی، ہمدردی اور سرسختی کی ہم نوائی بھی کی اور فہم و فراست کے اردراک سے تحقیقوں پر روشنی ڈالی۔ ان کی کہانیوں کے پلاٹ واقعات ہیں۔ موضوعات ان کے پاس کی ہیں۔ موضوعات کی ان کے ہر فقرے سے، وقت سے، ماحول سے، انسانی رویوں سے موضوعات کشید کرتے ہیں۔ موضوعات ان کی گود میں ہتھ پکھلکھلاتے، روتے بہورتے اور چمکیریں مارتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی گہری نظر کے حصار میں سادگی، احساس، لطافت، آویزش کا شعور، انفسیاتی انجھونک کا تصادم، وطن پرستی و انسان دوستی کے جذبات، حقیقت پسندی کا ستوازن سلکھا بندھا ہوا نظر آتا ہے مگر وہ نظر کی روشنی، زبان و بیان کی سادگی، تکنیکی صفائی، کردار نگاری کا حسن علی اختر کے افسانوں کی خوبیاں ہیں۔

انسانییت کے دھار اور سر بلندی کو انھوں نے ہمیشہ اپنا منفع نظر سمجھا۔ عوام کے ساتھ انھوں نے جوہد وفا استوار کیا کی علاج گردش کیل و فہما قرار دیا۔ وہ اکثر کھکتے ہیں کہ جبر کے سامنے ہر انداز ہوتا اور ظلم کو سبہ ک حرف ک شکایت لب پر نہ آتا ایک ایسا رویہ ہے جس کے باعث ظلم کو تقویت ملتی ہے اور ظلم کا ہاتھ روکنے کی مساعی کا میاب نہیں ہو سکتی اس نوعیت کے رد ہے کہ وہ ایک اہانت آفریں سے تعبیر کرتے ہو ظلم سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور مذموم ہے۔ وہ اپنی ذہن آپ پیدا کرنے کے حاسی رہے اسی لیے در سرتی پر ہمدار کرنا ان کے مسلک کے خلاف رہا۔ وہ ایک جری تحقیق کار ہیں جن کی تحقیقی کامرائیوں نے اردو زبان کو عزت و وقار سے متعین کیا۔ زندگی کی حقیقی معنویت کو اجاگر کر کے اور عوام میں شت شعور اب گئی پیدا کرنے کے سلسلے میں ان کی بے لوث خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

اردو افسانہ نگاری کے فن میں تحقیقی تنوع اور موضوعات کی ندرت کا جو دھک رنگ اور منظر نامہ علی اختر کے جرجرنا اسلوب سے سامنے آیا وہ نگاہوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ وہ تمام عمر متناش اور سٹکی تناس سے نیاز کرتے ہوئے پرورش لوں و قلم میں مصروف رہے۔ علی اختر نے ناول اور افسانہ نگاری کو اپنی تخلیقی تجربات سے مزین تنوع، ندرت اور معنی آفرینی سے مزین کیا وہ ان کی انفرادیت کی دلیل ہے۔ علی اختر کا تخلیق ادب میں جو کردار ہے وہ قابل فخر موش ہے۔

اے اے علی کے نام سے ادبی حلقوں میں شہرت پانے والے گلہ سے ادب کے معروف ادیب کا مکمل ناظمہ اختر علی ہے جو بعد میں سرت علی اختر رہ گیا۔ وہ آج اعلیٰ نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں

علی اختر کی ابتدائی نگارشات اہم اے اے علی کے نام سے چھپ چکی ہیں ”پھر اک تارا نونا“، ”برنگ پراہلم“ جاسوسی (ناول)، اردو افسانوں کا مجموعہ ”کرب کی دلیجز“، پنجابی افسانوں کا مجموعہ ”دون

دکھ“، اہم اے علی کے نام سے ی اشاعت پذیر ہو کر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اہم اے علی سے علی اختر کے نام کی تبدیلی کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں: ”جب لوگوں نے پہچانا شروع کیا تو آیا کیا ایسے نام ٹھہریں اور جو شخص اور فٹ پاتھ پر حال بتانے والوں کے ہوتے ہیں مگر ان کی اپنی قسمت کہیں اور سورہی ہے چنانچہ میں نے پہلیاں دے کر اہم اے علی کو سلا دیا اور علی اختر کی جوت چمگائی۔“

علی اختر یکم اپریل 1950ء کو ایک متوسط خاندان میں چوہڑی اصغر علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ چوہڑی اصغر علی ایک شریف انٹنس سیدے سادے انسان تھے۔ علی اختر کے والد اہلپاک فاضل میں بطور دار پر ملازم تھے۔ جب راشی بندی ہوئی تو انہیں راشی ڈپلاٹ ہو گیا اور وہ آخر تک راشی کے شعبے سے وابستہ رہے۔ علی اختر کا ادب کی طرف رجحان ان کی والدہ سے قربت اور مشاورت کی بدولت ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”انہوں نے اپنے پہلے نام ”پھر اک تارا نونا“ کا اہم نگاہی کام اپنی والدہ کے کہنے پر بدل ڈالا تھا۔“ علی اختر کو اپنی والدہ سے بے پناہ محبت تھی۔ والدہ کی تنہی کی وجہ سے ان کے گھر کا ماحول منظم تھا۔ ان کے والد اولاد سے محبت اور شفقت رکھنے کے باوجود ایک فاسلہ رکھنے کے قائل تھے۔ علی اختر کی والدہ نے قرآن پاک کی ابتدائی سوچ بوجھ کے بعد انہیں گھر سے کچھ فرائلگ کے فاصلے پر واقع ایک کٹی اسکول جو بیڑ بالڈ ہائی اسکول سنت پورہ، فیصل آباد میں داخل کروا دیا جہاں انہوں نے ابتدائی تعلیم کا مرحلہ طے کیا۔ 1966ء میں صابریہ سراجہ ہائی سکول نمبر 1 سنت پورہ فیصل آباد سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1968ء میں گورنمنٹ کاٹج میں آج، فیصل آباد سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ وہ اس دوران کٹی چمکی تحریروں سے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کرتے تھے۔ علی اختر پڑھنے کے شوقین تھے۔ زیادہ سے زیادہ جان لینے کے تجسس کے باعث کتابیں پڑھنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ انہوں نے قیاس پیمانی میں حفظ کردہائی تھیں علی اختر اپنے اسکول کے ماسٹر نرے بیگ کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ یاد کرتے ہیں۔ بقول ان کے، ان کی تنہی ان کے لیے تعلیمی مدارج طے کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوئی۔ گورنمنٹ کالج موجودہ جی سی یو پورٹی فیصل آباد سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ساتھ ہی N.D.V.P.(این۔ ڈی۔ وی۔ پی) کے بورڈنٹ کالج موجودہ جی سی یو پورٹی فیصل آباد سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ساتھ ہی N.D.V.P.(این۔ ڈی۔ وی۔ پی) کے بورڈنٹ کالج موجودہ جی سی یو پورٹی فیصل آباد سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ساتھ ہی

علی اختر نے اپنے اکثر افسانوں میں غربت اور جوان لڑکیوں کے والدین کی پریشانیوں کو بیان کیا ہے۔ گھنڈر آنکھوں پڑھنے کے شوقین تھے۔ زیادہ سے زیادہ جان لینے کے تجسس کے باعث کتابیں پڑھنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ انہوں نے قیاس پیمانی میں حفظ کردہائی تھیں علی اختر اپنے اسکول کے ماسٹر نرے بیگ کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ یاد کرتے ہیں۔ بقول ان کے، ان کی تنہی ان کے لیے تعلیمی مدارج طے کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوئی۔ گورنمنٹ کالج موجودہ جی سی یو پورٹی فیصل آباد سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ساتھ ہی N.D.V.P.(این۔ ڈی۔ وی۔ پی) کے بورڈنٹ کالج موجودہ جی سی یو پورٹی فیصل آباد سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ساتھ ہی

علی اختر نے اپنے اکثر افسانوں میں غربت اور جوان لڑکیوں کے والدین کی پریشانیوں کو بیان کیا ہے۔ گھنڈر آنکھوں پڑھنے کے شوقین تھے۔ زیادہ سے زیادہ جان لینے کے تجسس کے باعث کتابیں پڑھنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ انہوں نے قیاس پیمانی میں حفظ کردہائی تھیں علی اختر اپنے اسکول کے ماسٹر نرے بیگ کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ یاد کرتے ہیں۔ بقول ان کے، ان کی تنہی ان کے لیے تعلیمی مدارج طے کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوئی۔ گورنمنٹ کالج موجودہ جی سی یو پورٹی فیصل آباد سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ساتھ ہی

افسانوی ادب میں منفرد اسلوب متعارف کروانے والے ادیب کی زیست کا ایک باب

مجموعہ ہے۔ اس میں موجود افسانوں کی تعداد 13 ہے۔۔۔ یہ مجموعہ مارچ 1992ء میں احمد پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہوا تھا۔

5- خواب تیری آنکھوں کے اس مجموعے میں کل چودہ افسانے شامل ہیں۔ یہ مجموعہ 1998 میں گلشن ہاؤس لاہور سے شائع ہوا تھا۔

6- آؤ درخوں کے نام لکھیں اردو زبان کا یہ افسانوی مجموعہ کل 13 افسانوں پر مشتمل ہے۔ اس مجموعے کا انتخاب انہوں نے وعدوں سے ہندسی اور یونی یار یوں کے نام کیا ہے۔ یہ مجموعہ دبیر انٹرس سوچیا نوے میں احمد پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہوا تھا۔

7- تیرا دھیان رہتا ہے یہ اردو زبان میں لکھا ہوا افسانوی مجموعہ ہے جس میں کل 12 افسانے شامل ہیں۔ یہ مجموعہ جون 2002ء کو احمد پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہوا تھا۔

8- تم میرے اپنے تھے اس اردو افسانوی مجموعے میں مجموعی طور پر گیارہ افسانے شامل ہیں۔ یہ مجموعہ پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہوا تھا۔ علی اختر کے افسانوں میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ ان کے ابتدائی افسانوں کے موضوع رجحانی ہیں جن میں کہیں کہیں جنسی جذبے کی خواہش کا رد فرما ہے۔ انہوں نے معاشرے کے ارد گرد بکھری حقیقتوں کو چاک چاق دتی ہے اپنے فن میں سوسیا ہے۔ ہندئی ان کے ہاں تخیلیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ علاقہی افسانے ان کے فکر فون کا حسین احتجاج ہیں۔ افسانوں کی طرح ناول بھی لطیفاتی ناموں سے لکھتے شروع کیے تھے اس میں مختلف ادیبوں کے کیری کچر بھی شامل ہیں۔ اس مجموعے کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اس کے صفحات پلٹتے ہی سب سے پہلے مصنف کا اپنا کیری کچر ہمیں دکھائی دیتا ہے جو ان کی جرأت و ندانہ کا بے باک اظہار ہے۔

14- منظر میں پیش منظر مختلف کتابوں اور شعری مجموعوں پر لکھے ہوئے ان کے تنقیدی مقالوں اور تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔ زیر نظر مضمون کے مصنف ڈاکٹر اظہار احمد گلزار کے مطابق علی اختر کے افسانے، ان کا اسلوب دیگر افسانہ نگاروں کی

بیلی دفعہ انہوں نے اپنے آپ کو ادب کے میدان میں منویا ہے۔ اس میں نوجوان جوڑے کی محبت کی کہانی ہے ساتھ ہی دوسرے کرداروں کی کہانی بھی بیان کی گئی ہے۔ عورت مسائل کے پتال میں گم ہے۔ علی اختر نے اس کی نشان دہی بڑے اسن طریقے سے کی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن جون 1977ء میں چوہان اکیڈمی لاہور نے شائع کیا تھا۔

10- پھولنا غم رہتا ہے اس ناول میں ایک جوان لڑکی کی خواہشات پر رواںوں کے پھیرے لگاتے جاتے ہیں اور وہ سیر کی پناہی کا شکار ہو جاتی ہے لیکن معاشرے میں موجود متسل کے اندسے اور کانوں سے بہرے لوگ اس کی بیماری کو سمجھنے کی بجائے اسے جنوں جنوں کے سامنے سے ریت کے نشان، جھوٹا ہوا کا، اندھیرے کا زہر، پتھر لیے ہوٹ، بول ری گڑیا، اندھیرے کا زہر، آئینہ توڑ دے اور دسک جیسے افسانوں میں علی اختر نے غربت کی وجہ سے والدین کی دلیجز پریشانیوں کے جذبات کو خوبصورت عکاسی کی ہے اور معاشرے کی کربنا کی شدت سے نشان دہی کی ہے۔ یہ معصوم لڑکیاں جو اپنی چلتی ہوئی خواہشات اور تنہی خواہوں کے ساتھ معاشرے کے نرم و کرم پر ہیں اور معاشری جبر کے ساتھ زندہ ہیں۔ معاشرے کے اس نچلے طبقے کے ہاں سماجی، معاشی، اقتصادی بدحالی کا ایسا نقشہ ہے جو ان لڑکیوں کی، بے بسی، آنسوؤں اور سکینوں سے مزین ہے۔ علی اختر نے اس طبقے کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے ان کے کردار ہماری حقیقی زندگی کے کردار ہیں جو اپنے مسائل، پریشانیوں اور حسرتوں کی تصویر کشی کرتے ہوئے زندگی کی تخیلیوں کو ہمارے سامنے لاتے ہیں۔

2- شائع ناولدھ اس افسانوی مجموعے میں ایک افسانہ ہے۔ اس میں کل گیارہ افسانے شامل ہیں۔ کٹی ریت کے نشان، جھوٹا ہوا کا، اندھیرے کا زہر، پتھر لیے ہوٹ، بول ری گڑیا، دسک، مرے، بچہ ویٹ تہجاری قسم، الفاظ کی دیک، آئینہ توڑ دے۔ یہ مجموعہ مارچ 1992ء میں احمد پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہوا تھا۔

11- برنگ پراہلم (جاسوسی ناول) 1988ء میں نادر پبلشرز فیصل آباد سے شائع ہونے والا ایک جاسوسی ناول کا ترجمہ ہے۔

12- وہاں تھے کیرے (پنجابی ناول) یہ ایک گم ہوتی ہوئی ثقافت کی کہانی ہے جس میں مصنف نے اپنے کچر کو اپنی دھرتی سے جوڑتے ہوئے دھرتی کے افسانوں میں معاشرتی مسائل اور کردار نگاری کی بازیافت کی جھلک بھی صاف محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے زندگی کی توانائی سے بھر پور ہیں۔ علی اختر ادب میں فن برائے فن اور ادب برائے ادب دونوں ہی نظر یات کے یکساں طور پر قائل ہیں۔ وہ ادب کو زندگی کی اعلیٰ قدروں کا ترجمان و آئینہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں ان کے اس مسلک کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کی شروعات شعر و شاعری سے کی۔ وہ ایک اچھے افسانہ نگار اور اچھے انسان ہیں۔ اس لیے ان کی شاعری ان دونوں ہی خوبیوں کا پر تو نظر آتی ہے۔ علی اختر ایک بہترین ڈرامہ نگار بھی ہیں۔ ان کے بے شمار ڈرامے وی اور ریڈیو پاکستان کے لیے شائع ہو چکے ہیں۔ ریڈیو پاکستان کے ڈرامہ ڈرامہ سٹرک کے اعزاز حاصل ہو تو قومی شریانی راہیلے پر ان کا پہلا ڈرامہ صدر دفتر اسلام آباد گجوا گیا جو نشر ہونے پر بے حد پسند کیا گیا

تعمیری اقدار کی بازیافت کی جھلک بھی صاف محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے زندگی کی توانائی سے بھر پور ہیں۔ علی اختر ادب میں فن برائے فن اور ادب برائے ادب دونوں ہی نظر یات کے یکساں طور پر قائل ہیں۔ وہ ادب کو زندگی کی اعلیٰ قدروں کا ترجمان و آئینہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں ان کے اس مسلک کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کی شروعات شعر و شاعری سے کی۔ وہ ایک اچھے افسانہ نگار اور اچھے انسان ہیں۔ اس لیے ان کی شاعری ان دونوں ہی خوبیوں کا پر تو نظر آتی ہے۔

علی اختر ایک بہترین ڈرامہ نگار بھی ہیں۔ ان کے بے شمار ڈرامے وی اور ریڈیو پاکستان کے لیے شائع ہو چکے ہیں۔ ریڈیو پاکستان کے ڈرامہ ڈرامہ سٹرک کے اعزاز حاصل ہو تو قومی شریانی راہیلے پر ان کا پہلا ڈرامہ صدر دفتر اسلام آباد گجوا گیا جو نشر ہونے پر بے حد پسند کیا گیا

ان کے تمام ڈرامے قومی شریانی راہیلے پر نشر کیے گئے ہیں جو پاکستان نے بے حد مقبول رہے ہیں۔ 2006ء میں ان کو ریڈیو پاکستان فیصل آباد سے نیشنل ایکسی لینی ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سٹرکی جانب سے 2009 میں شخصیت بہترین ڈراما نگار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ علی اختر کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ان

ان کے تمام ڈرامے قومی شریانی راہیلے پر نشر کیے گئے ہیں جو پاکستان نے بے حد مقبول رہے ہیں۔ 2006ء میں ان کو ریڈیو پاکستان فیصل آباد سے نیشنل ایکسی لینی ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سٹرکی جانب سے 2009 میں شخصیت بہترین ڈراما نگار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ علی اختر کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ان

ان کے تمام ڈرامے قومی شریانی راہیلے پر نشر کیے گئے ہیں جو پاکستان نے بے حد مقبول رہے ہیں۔ 2006ء میں ان کو ریڈیو پاکستان فیصل آباد سے نیشنل ایکسی لینی ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سٹرکی جانب سے 2009 میں شخصیت بہترین ڈراما نگار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ علی اختر کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ان

ان کے تمام ڈرامے قومی شریانی راہیلے پر نشر کیے گئے ہیں جو پاکستان نے بے حد مقبول رہے ہیں۔ 2006ء میں ان کو ریڈیو پاکستان فیصل آباد سے نیشنل ایکسی لینی ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سٹرکی جانب سے 2009 میں شخصیت بہترین ڈراما نگار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ علی اختر کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ان

محبت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن ہی نہیں تو ہر شاعر اور ادیب بھی جب تک ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کر لے، اس کا فن مکمل نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت کا اظہار علی اختر کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی کتاب انوار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر کر رہے ہیں جو تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ کتاب تخلیق نہ کرنا ہوتی تو میں اتنی کتابیں دیکھ پاتا۔

انہوں نے یوں اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں کامیابی سے نثر لکھ کر ادبی میدان میں اپنے آپ کو منویا ہے۔ علی اختر کے افسانوں میں مجموعی طور پر سماجی زندگی کی تخیلیاں اور معاشرتی زندگی کی حقیقتیں نظر آتی ہیں۔ اس لیے اختدالیاں نمایاں ہیں۔ لب و لہجہ میں کٹی، طنز اور گم و غصے کا پہلو بھی نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں، علی اختر کے اسلوب کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ انھوں نے مختلف اصناف، ادب میں افسانہ کی



ان کے تمام ڈرامے قومی شریانی راہیلے پر نشر کیے گئے ہیں جو پاکستان نے بے حد مقبول رہے ہیں۔ 2006ء میں ان کو ریڈیو پاکستان فیصل آباد سے نیشنل ایکسی لینی ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سٹرکی جانب سے 2009 میں شخصیت بہترین ڈراما نگار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ علی اختر کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ان



ان کے تمام ڈرامے قومی شریانی راہیلے پر نشر کیے گئے ہیں جو پاکستان نے بے حد مقبول رہے ہیں۔ 2006ء میں ان کو ریڈیو پاکستان فیصل آباد سے نیشنل ایکسی لینی ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سٹرکی جانب سے 2009 میں شخصیت بہترین ڈراما نگار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ علی اختر کی شاعرانہ عظمت کا اظہار ان

لاہور (شوبز ڈیسک) واصل اور جگر کی ففٹیون کو کے شاعر جن ابلیا کی آج 94 ویں سالگرہ منائی جا رہی ہے۔ منفرد اسلوب ر ہی ہے۔ منفرد اسلوب اور دھتے سچے کے شاعر منفرد انداز میں بیان کرنے والے منفرد اسلوب



جن ابلیا نے اردو ادب کو ایک نئی جیت سے
رہنما کر دیا، وہ 14 دسمبر 1931ء کو بھارت
کے شرمار دہان پیدا ہوئے، ان کا اصل نام سیّد
حسین سیدافضل تھا، جن کو گریجویٹ، عربی
اور فارسی پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ جن ابلیا
نے اپنی زندگی کا پہلا شعر صرف 8 سال کی عمر میں
کہا اور پھر بحرِ مجنون دردی کرتے رہے، ان کا پہلا
شاعری مجموعہ 1991ء میں شائع ہوا جسے اردو
ادب کا بیانیہ چتر اردو کیا۔ اردو ادب میں جن
ابلیا کے نثر اور ادارے کو آج بھی اُکمال تصور کیا
جاتا ہے، ان کے شعری مجموعوں میں لطفی، مگمان،
نگین اور کویا شامل ہیں، جن ابلیا کی شاعری کو،
معارفے اور روزائیات سے علی بنات سے
عبارت کیا جاتا ہے۔

